پارلیمنٹ ہل میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا خطاب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتی اور سلامتی نازل ہو۔ سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کا اور خاص طور پر Judy Segro صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی۔

بعد ازاں **حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:** مَیں نہ کوئی سیاسی شخصیّت ہوں اور نہ ہی کسی سیاسی تنظیم کا لیڈر ہوں بلکہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا سربراہ ہوں جو کہ خالصۃً مذہبی اور روحانی جماعت ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کس کا کیا بیک گراونڈ ہے ہم سب انسانیت کے ناطے متحد ہیں۔ تمام قوموں اور تنظیموں کو انسانی اَقدار کے قیام اور دُنیا کو ان کا گہوارہ بنانے کے لئے مشترکہ کوششیں کرنی چاہئیں۔ اگر انسانی اَقدار اور انسانی حقوق کی کسی ایک ملک یا علاقہ میں پامالی ہو تو اس سے دُنیا کے دیگر حصے بھی متاثر ہوتے ہیں اور یہ مظالم پھر مزید بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر دنیا کے کسی ایک ملک یا ایک علاقہ میں انسانی اقدار قائم ہوں، اچھائی اور خوشحالی ہو تو اس کا مثبت اثر دنیا کے دیگر علاقوں اور لوگوں پر بھی پڑے گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اب تو نت نئے ذرائع مواصلات اور نقل و حمل کے ذرائع کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آ چکے ہیں اور جغرافیائی حدود کے پابند نہیں رہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ایک دوسرے سے اس قدر منسلک ہونے کے باوجود ہم روز بروز ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں۔ یہ انتہائی افسوسناک اَمر ہے اور دکھ کا باعث ہے کہ متحد ہونے اور بنی نوع انسان میں محبت پھیلانے کی بجائے دنیا نے نفرت، ظلم اور ناانصافی پھیلانے میں بہت زیادہ کردار ادا کیا ہے۔ لوگ اپنی ناکامیوں کی ذمہ داری خود لینے کو تیار نہیں ہیں، ہر شخص دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہے اور اپنے سوا ہر ایک کو دنیا کے اختلافات اور لڑائیوں کا باعث سمجھتا ہے۔ ہم اس وقت انتہائی غیر یقینی صورتحال سے گزر رہے ہیں اور کوئی بھی حقیقی طور پر اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ہمارے اِن اعمال کے عارضی اور دُور رَس نتائج کیا ہوں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اس وقت جبکہ دنیا بھر میں اسلام کا خوف بڑھ رہا ہے، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام ویسا نہیں ہے جیسا آپ میڈیا میں سنتے یا دیکھتے ہیں۔ جتنا مجھے اسلام کا علم ہے وہ تو یہی ہے کہ اسلام کی تعلیمات اس کے نام کے موافق ہیں۔ اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، محبت اور ہم آہنگی ہے اور اس کی تمام تعلیمات انہی اعلیٰ اقدار کے گرد گھومتی ہیں۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مسلمان گروہ ایسے ہیں جن کے اعتقادات اور اعمال بدقسمتی سے اس سے کلیۃً متضاد ہیں، جو اسلام کی بنیادی تعلیمات کے برخلاف اسلام کے نام پر ہولناک مظالم اور دہشتگردی کر رہے ہیں۔ پس ان باتوں کے پیش نظر مَیں آپ کے سامنے اسلام کی سچی اور پُرامن تعلیم پیش کروں گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ جگہ جہاں آپ نے مجھے بڑی جرأت سے بُلایا ہے یہ کوئی مذہبی جگہ نہیں اور ہوسکتا ہے کہ اکثر آپ میں سے مذہب میں ذاتی دلچسپی نہ رکھتے ہوں۔ لیکن بطور قانون ساز آپ کو بعض اوقات ایسے معاملات پیش آتے ہوں گے جن کا اثر مذہبی لوگوں پر ہوتا ہے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم سورۃ البقرہ آیت 257 میں واضح فرماتا ہے کہ 'دین میں کوئی جبر نہیں'۔ کیا ہی واضح اور جامع تعلیم ہے جو اپنے اندر آزادئ ضمیر، آزادئ مذہب اور آزادئ فکر لئے ہوئے ہے۔ پس میرا ایمان ہے اور یہی میری تعلیم ہے کہ ہر انسان کو چاہے وہ کسی بھی ملک، شہر، قصبے یا گاؤں سے تعلق رکھتا ہو مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ اور پھر ہر فرد کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ پُرامن طریق پر اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکے۔ بنیادی انسانی حقوق میں اس آزادی کی بھی ضمانت ہونی چاہئے۔ اور قانون ساز اسمبلیوں اور حکومتوں کو چاہئے کہ وہ غیر ضروری طور پر ان معاملات میں دخل اندازی نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ ان کی مداخلت کو اشتعال انگیزی کا باعث گردانا جائے اور اس سے مایوسی اور بے سکونی پیدا ہو۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح مسلمان حکومتیں اس طرح کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر رہی ہیں اور ان ممالک میں عدم استحکام اور اختلافات کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے۔ اس سے صرف انتہاپسند مذہبی رہنماؤں اور دہشتگردوں کو فائدہ ہو رہا ہے، جو لوگوں کی مایوسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بربریت، فساد اور احمقانہ جھگڑوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ تاہم یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مغربی حکومتیں جو حقیقی جمہوریت کے دعویدار ہیں، بالکل معصوم اور بے قصور ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ مغرب میں بعض اوقات ایسے قوانین اور اصول وضع کئے جاتے ہیں جو کہ عالمی مذہبی آزادی اور برداشت کے علمبردار ہونے کے مغربی دعووں کے منافی ہیں۔ بعض اوقات ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جو اس نقطۂ نظر کے مخالف ہیں کہ مغربی دنیا میں ہر شخص آزاد ہے کہ وہ جو چاہے ایمان رکھے اور اپنے مذہب کے مطابق امن کے ساتھ رہ سکے۔ یہ دانشمندانہ قدم نہیں ہے کہ حکومتیں اور اسمبلیاں لوگوں کے بنیادی مذہبی عقائد اور اطوار پر پابندی لگائیں۔ جیسا کہ حکومتوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے کہ خواتین کیا لباس پہنتی ہیں۔ انہیں ایسے قانون وضع نہیں کرنے چاہئیں کہ مذہبی عبادتگاہ کیسی نظر آنی چاہئے۔ اگر وہ اپنی طاقت کا غلط استعمال کریں گے تو اس سے معاشرہ میں زیادہ بے چینی اور مایوسی پھیلے گی اور اگر ان امور کی طرف توجہ نہ کی گئی تو یہ بڑھتے چلے جائیں گے اور معاشرہ کے امن کو نقصان پہنچائیں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: مَیں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ انتہاپسند طبقہ کو برداشت کرنا چاہئے یا انہیں اپنے خیالات اور عقائد کی پیروی کی اجازت دے دینی چاہئے۔ جہاں بھی اور جب بھی کوئی شخص اپنے مذہب کو بنیاد بنا کر ظلم کرے، ناانصافی کرے، دوسروں کی حق تلفی کرے یا ریاست کے خلاف کام کرے یا کسی بھی طور سے ملکی سالمیت کو متاثر کرے تو یقیناً یہ حکومت اور حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام ایسی منفی سرگرمیوں کو سختی سے روکے۔ ایسے حالات میں حکومت اور ممبرانِ اسمبلی اور دیگر متعلقہ حکام کے لئے یہ بالکل جائز ہے کہ ایسے لوگوں کی بیخ کنی کرے اور ملکی قانون کے مطابق ان کو سزائیں دے۔ تاہم میری نظر میں یہ بات غلط ہے کہ ایسے مذہبی عقائد اور اطوار جن پر پُرامن رہتے ہوئے عمل کیا جارہا ہے، ان میں غیر ضروری طور پر ریاست مداخلت کرے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اسلام جسے ہم جانتے ہیں اور جس پر ہم ایمان لاتے ہیں، وہ تو ہمیں سکھاتا ہے کہ بطور مسلمان وطن سے محبت کرنا تمہارے ایمان کا ایک لازمی جزو ہے۔ اسلام کے مطابق کسی کا ملک وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے اور جہاں سے وہ فوائد حاصل کرتا ہے اور جب ایسی تعلیم مسلمانوں کے دل و دماغ میں راسخ ہوگی تو اس کے لئے ناممکن ہوگا کہ وہ اپنے ملک کے لئے بُرا سوچے یا اپنے ملک کے نقصان کا خواہاں ہو۔

اسلام کے مطابق نہ صرف ملکی قانون ایسے لوگوں کو سزا دے گا جو اپنے ملک کے خلاف قدم اٹھاتا ہے بلکہ ایسے لوگ یقینی طور پر خدا کے حضور بھی جواب دِہ ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے ان کے بداعمال اور غداری کا محاسبہ کرے گا۔ چنانچہ ایک حقیقی مسلمان سے ڈرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کسی حکومت کو ضرورت ہے کہ وہ معمولی مذہبی امور اور طریقوں کے خلاف قوانین بنائے جن سے افرادِ معاشرہ یا ریاست کو کوئی نقصان اور خطرہ نہیں۔ ایسے معاملات پر قانون سازی کرنے کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ غیر ضروری مداخلت ہے اور اس آزادی کو پامال کرنا ہے جس کی پاسداری کا مغرب بڑے فخر سے دعویٰ کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ ہر فرد کو اپنی ذات میں مکمل آزادی اور خودمختاری کا پورا حق ہے۔ ایسی غیر منصفانہ مداخلت بلاشبہ کوئی مثبت نتیجہ ظاہر نہیں کرسکتی۔ اس سے صرف بے چینی، بے سکونی اور بداعتمادی بڑھے گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ حکومت اور ممبرانِ اسمبلی کا کام ہے کہ اپنی قوموں کے محافظ کے طور پر وہ اپنے شہریوں کے حقوق پامال کرنے کی بجائے ایسے طریق پر قانون سازی کریں جس سے ان کے شہریوں کے حقوق قائم ہوں۔ اس پر فوری عمل درآمد ہونا چاہئے تاکہ تمام لوگوں کے حقوق ہمہ وقت قائم رکھے جاسکیں خواہ وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں، ہندو ہوں، سکھ ہوں یا اور کسی مذہب کے ہوں یا لامذہب ہوں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ بڑی دکھ کی بات ہے کہ مسلمان ملکوں اور بعض غیر مسلم ترقی یافتہ ممالک میں بھی بعض ایسی پالیسیاں بنادی گئی ہیں جو کہ آزادی کے بنیادی اصولوں کی جڑ کاٹنے والی ہیں جس سے عوام کے مختلف طبقات میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ اس لئے بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ دکھاوے کی بجائے بڑی تصویر کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کس طرح وہ اپنے ملکوں میں امن قائم کرسکتے ہیں۔ انہیں چاہئے وہ اِس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کا ملک اور باقی دنیا متحد ہو جائے اور ہمیشہ خوشحالی کی طرف گامزن رہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لیکن بدقسمتی کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ مستقبل کے بارے میں سوچیں، لگتا ہے اکثر حکمران اور حکومتیں اقتدار حاصل کرنے کی دوڑ اور دوسروں پر اپنی فوقیت ثابت کرنے کی جنگ میں لگی ہوئی ہیں۔ نتیجتاً اقتدار اور برتری کی اس ہوس کی وجہ سے وہ بڑھ چڑھ کر اپنے شہریوں کے ذاتی اور مذہبی معاملات میں دخل اندازی کر رہی ہیں۔ ایسی پالیسیاں غیر ضروری ہیں اور دنیا کو مزید عدم استحکام کی طرف لے کر جانے والی ہیں۔ خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم پہلے ہی بہت سی مشکلات اور مسائل کا سامنا کر رہے ہیں جو کہ معاشرے کے امن کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ ماحولیات میں تبدیلی بھی انسانی آبادی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ پھر اقتصادی لحاظ سے بھی دنیا غیر یقینی کی صورت حال سے دوچار ہے۔ پھر دنیا کے اکثر حصوں میں عدم تحفظ اور بدامنی کا بھی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہ تمام مسائل غیر منصفانہ حکمت عملی، عدم مساوات اور عدم توازن کا نتیجہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم ماحولیاتی تبدیلی کو ہی لے لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گلوبل وارمنگ کی ایک بڑی وجہ مغرب میں آنے والا صنعتی انقلاب اور کثرت کے ساتھ جنگلات کا کاٹا جانا ہے۔ اب جبکہ یہ ممالک ترقی یافتہ بن چکے ہیں تو کاربن میں کمی اور دوسری صنعتی پابندیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاہم ایسے قواعد وضوابط چائنا اور ہندوستان جیسی ابھرتی ہوئی طاقتوں کی ترقی کو سست کریں گے اور ان میں رکاوٹ پیدا کریں گے۔ اس لئے یہ ابھرتی ہوئی طاقتیں ان پابندیوں کو غیر منصفانہ اور منافقانہ تصور کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ بڑی طاقتوں کی طرف سے ان کی ترقی کو روکنے اور ان کی طرف سے ورلڈ آرڈر کو چیلنج کرنے کے خلاف ایک قدم ہے۔ اس لئے ماحولیاتی تبدیلی کا مسئلہ صرف ماحولیات تک محدود نہیں بلکہ یہ دنیا کی بدامنی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور قوموں کے درمیان تناؤ بھی پیدا کر رہا ہے۔ اسی طرح عالمی اقتصادی مسائل کے تناظر میں اب ماہرین یہ بات ماننے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ مختلف حکومتوں کی غیر دانشمندانہ پالیسیاں اور اقتصادی غیر یقینی صورتحال اب اس موڑ پر آ چکی ہے جہاں یہ امن عالم کو بھی خطرہ میں ڈال رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان وجوہات کے علاوہ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو دنیا کے امن پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کا تانا بانا خودغرضی اور غیر منصفانہ پالیسیوں سے جا کر ملتا ہے جو مختلف ممالک نے نافذ کی ہوئی ہیں۔ بہر حال ان خطرات کے پیش نظر دنیا ایک بڑی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس عدم استحکام کی وجہ سے حکومتوں اور عوام دونوں کی پریشانی اور خوف میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس بہت سے تکلیف دہ مسائل ہیں اور دنیا کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کس مسئلہ کو سب سے پہلے لیا جائے۔ کیا وہ گلوبل وارمنگ اور ماحولیاتی تبدیلیوں پر پہلے توجہ دیں یا معاشی مسائل پر بات کریں یا پھر دہشتگردی، انتہاپسندی سے جنگ کو سب سے اوپر رکھیں۔ یا پھر وہ حال ہی میں شام میں پیدا ہونے والے حالات کو دیکھیں جہاں روس اور امریکہ کھلم کھلا ایک دوسرے کے خلاف باتیں کر رہے ہیں؟ یا پھر بالکل حال ہی میں یمن اور امریکہ میں ہونے والے تنازعہ کو لیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے نزدیک ہمارے سامنے اس وقت سب سے نازک اور ضروری مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ممالک اس فساد اور عدم استحکام کا مرکز بنے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے مذہب نے انہیں امن کے قیام کے لئے نہایت اعلیٰ تعلیمات دی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سورۃ المومنون کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (حقیقی مؤمن وہ ہیں) جو کہ اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ حکومتوں کی چابیاں حکمرانوں کے سپرد کرنا ایک بہت بڑی امانت ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ملکوں کے یہ حکمران وفاداری اور کامل انصاف کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر معاملات میں بڑے بڑے وعدے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور ان پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ اس لئے اگر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کیا جاتا تو حکومتوں اور عوام الناس کے مابین کسی قسم کے اختلافات اور تنازعات نظر نہ آتے۔

نیز اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 9 میں فرماتا ہے کہ اگر ایک قوم یا فرد کی دوسری قوم یا فرد سے دشمنی ہو تب بھی عدل وانصاف کا سلوک کرنا چاہیے خواہ کیسے ہی حالات ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ جبکہ آج کل ہم معاشرے کے ہر طبقہ میں لوگوں اور حکومتوں کے درمیان عدل وانصاف کی بجائے معاشرتی بے انصافی اور حق تلفی ہی دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح کی عدم مساوات براہ راست دنیا کے امن وامان پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

پھر قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی قوم یا اقوام کا ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ ہو تو ہمسایہ اور دوست اقوام کو ان میں صلح کروانی چاہیے۔ اگر بات چیت کے ذریعے سے امن قائم نہ ہو سکے تو تمام اقوام کو ظلم کرنے والی قوم کے خلاف متحد ہو کر اسے روکنا چاہیے۔ تب اگر ظالم قوم انصاف پر قائم ہو جائے تو پھر اس پر بیجا پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں اور نہ ہی اس کی ہتک کی جانی چاہئے بلکہ اس اچھائی کی وجہ سے ایسی قوم کو آگے بڑھنے کا موقع دیا جانا چاہئے تا دیرپا امن کا قیام ممکن ہو سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم مسلم ممالک کے درمیان موجودہ تنازعہ کا جائزہ لیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ظالم کے خلاف متحد ہونے والے اصول کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگر ہمسایہ ممالک اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر اور غیر جانبداری کے ساتھ بیچ میں پڑتے تو بہت عرصہ پہلے ہی یہ مسائل حل ہو چکے ہوتے۔ تاہم موجودہ بدامنی کی وجہ صرف اسلامی ممالک ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے اس گلوبل ویلیج میں رہنے والے دوسرے ممالک کا بھی اس بدامنی میں اہم کردار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر دنیا کی بڑی طاقتوں نے ہر دور میں انصاف سے کام لیا ہوتا تو آج ہمیں ان فسادات کا سامنا نہ کرنا پڑتا، نہ داعش اور نہ ہی شام اور ایران کے شدّت پسند گروپ ظاہر ہوتے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا کی بعض بڑی طاقتوں نے امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کیا بلکہ ایسی حکمت عملیاں اختیار کیں جن میں ان کا اپنا مفاد شامل تھا۔

مثال کے طور پر بعض مغربی ممالک کی نظر ہمیشہ عرب ممالک میں پائے جانے والے تیل کے ذخائر پر رہی ہے اور یہ بات بڑے لمبے عرصہ تک ان کی پالیسیوں پر اثر انداز رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ان ممالک نے ممکنہ نتائج کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑی تعداد میں عرب ممالک کو اسلحہ فروخت کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں جو بھی کہہ رہا ہوں یہ کوئی نئی اور ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ یہ دستاویزاتی طور پر موجود حقائق ہیں۔ مثلاً 2015ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے شائع کی جانے والی رپورٹ کے مطابق دہائیوں کی اسلحہ کی بے خوف وخطر تجارت نے داعش کی انتہاپسند کارروائیوں کو جنم دیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اکثر اسلحہ جو کہ داعش استعمال کر رہی ہے روس اور امریکہ میں استعمال ہوتا تھا۔ مزید برآں Arms Control at Amnesty کے ایک محقق Mr Patrick Wilcken نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نت نیا اور مختلف قسم کا اسلحہ جو کہ داعش کے استعمال میں ہے ایک واضح مثال ہے کہ اسلحہ کی غیر محتاط تجارت کس طرح بڑے پیمانے پر مظالم کا باعث بنتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمان ممالک کے پاس ایسے جدید ہتھیار بنانے والی اسلحہ کی اعلیٰ فیکٹریاں نہیں ہیں جو مشرق وسطیٰ میں استعمال ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مسلمان دنیا میں جو جنگی سازوسامان استعمال کیا جا رہا ہے اس کا ایک بڑا حصہ باہر سے برآمد کیا جا رہا ہے۔ اگر بڑی طاقتیں اسلحہ کی خرید وفروخت بند کر دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ جنگ میں شامل حکومتوں، باغیوں اور دہشتگردوں کی اسلحہ کی سپلائی لائن کاٹ دی گئی ہے تو اس قسم کے تصادم کو فی الفور ختم کیا جا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر ہر ایک جانتا ہے کہ سعودی عرب یمن کے خلاف جنگ میں مغرب سے خریدا ہوا اسلحہ استعمال کر رہا ہے جس سے عورتوں اور بچوں سمیت ہزاروں معصوم شہری مارے جا رہے ہیں اور بے انتہا تباہی آ رہی ہے۔ بالآخر ہتھیاروں کی اس قسم کی تجارت کا کیا نتیجہ ہوگا؟ یمن کے لوگ جن کی زندگیاں اور مستقبل تباہ کئے جا رہے ہیں وہ نہ صرف نفرت لئے ہوں گے اور سعودی عرب سے بدلہ لیں گے بلکہ وہ سعودی عرب کو ہتھیار مہیا کرنے والوں کے خلاف اور بالعموم مغرب کے خلاف بھی متنفر ہو جائیں گے۔ ان کی نوجوان نسل کے پاس مستقبل کی کوئی امید نہ ہوگی اور اتنے گھناؤنے مظالم کو دیکھتے ہوئے یہ نوجوان شدّت پسندی کی طرف مائل ہو جائیں گے اور اس طرح دہشتگردی اور شدت پسندی کا ایک نیا خوفناک دور شروع ہو جائے گا۔ ان تباہ کن اور گھناؤنے نتائج کے سامنے چند کروڑ ڈالرز کی کیا حیثیت ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ نہ صرف آج مسلمان ممالک کے لئے خطرہ ہے جو کہ اس وقت دنیا کے فسادات کا مرکز بنے ہوئے ہیں بلکہ اس کا دائرہ کار اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ جیسا کہ ہم پیرس، برسلز اور امریکہ میں ہونے والے حالیہ دہشتگردی کے حملے دیکھ چکے ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی گزشتہ دو سالوں میں چھوٹے پیمانے پر دہشتگردی کے واقعات سامنے آئے ہیں جس سے آپ سب بخوبی آگاہ ہوں گے۔ بے شک کینیڈا عرب ممالک سے ہزاروں میل دور واقع ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں پتہ ہے کہ مسلمان نوجوان یہاں سے دہشتگرد گروپوں میں شامل ہونے کے لئے شام اور عراق جا پہنچے ہیں۔ سب سے بڑھ کر خطرہ کی بات یہ ہے کہ کینیڈا حکومت کے اپنے اعداد وشمار کے مطابق شام اور عراق جانے والوں میں سے بیس فیصد عورتیں ہیں، جس کا مطلب ہے کہ یہ عورتیں نہ صرف خود انتہاپسندی کا شکار ہوئی ہیں بلکہ وہ اپنے بچوں کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کر دیں گی۔ اس دہشتگردی اور انتہاپسندی سے نپٹنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی وجوہات اور علامات کا جائزہ لیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں میں سے اکثر کو حقیقی اسلام کا علم ہی نہیں ہے یا اسلامی تعلیمات کی بنیادی سمجھ بوجھ ہی نہیں ہے۔ پس ان کی یہ انتہاپسندی کسی عقیدہ یا نظریہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی محرومیوں کی وجہ سے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے خیال میں آن لائن radicalisation یا مساجد میں نفرت آمیز تعلیم دینے یا شدّت پسندانہ لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ مغرب میں رہنے والے نوجوان مسلمانوں کی شدّت پسندی اختیار کرنے کی ایک بڑی وجہ معاشی بحران بھی ہے اور کئی شائع شدہ رپورٹوں نے اس بات کی توثیق کی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جنہوں نے ڈگریاں تو لے لی ہیں لیکن اپنی اس تعلیم کے باوجود ان کو موزوں نوکریاں نہیں ملیں جس کی وجہ سے وہ بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں۔ چنانچہ ان معاشی مشکلات کی وجہ سے وہ شدّت پسند مولویوں اور دہشتگرد

بھرتی کرنے والوں کا آسان شکار بن گئے۔اس لئے اگر نوجوانوں کے لئے بہتری کے مواقع پیدا کئے جائیں اور انہیں ملازمتیں مل جائیں تو یہ ملک کو پرامن اور محفوظ بنانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر عالمی سطح پر صرف بڑی طاقتوں اور اقوامِ متحدہ جیسے عالمی اداروں نے ہر حال میں اپنے بنیادی اصولوں پر حقیقی طور پر عمل کیا ہوتا تو ہم دنیا کے اکثر حصوں میں دہشتگردی کا مہلک مرض نہ دیکھتے اور نہ ہی دنیا کے امن اور تحفظ کو مسلسل برباد کیا جا رہا ہوتا۔ اور ہم پناہ گزینوں کا یہ سنگین مسئلہ نہ دیکھتے جس نے یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلایا ہوا ہے۔لاکھوں معصوم لوگ بھاگ کر یورپ آ پہنچے ہیں۔ان میں سے ہزاروں لوگ یہاں کینیڈا میں بھی اُن دہشتگردوں سے بچ کر آئے ہیں جنہوں نے اُن کے ملکوں کو زہر آلود کر دیا ہے۔گو کہ ان پناہ گزینوں میں زیادہ تر شریف لوگ ہی ہیں لیکن جیسا کہ ہم نے حال ہی میں یورپ اور کچھ حد تک یہاں شمالی امریکہ میں بھی دیکھا ہے کہ ایک دو منفی واقعات بھی ان ملکوں میں خوف و ہراس پھیلانے کے لئے کافی تھے۔ پس ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں کس قدر بے یقینی کی حالت ہے اور کس طرح نفرت اور بے چینی دنیا کے اکثر حصوں میں پھیلی ہوئی ہے۔مَیں پھر سے کہوں گا کہ اس کی بنیادی وجہ عدل و انصاف کا نہ ہونا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس عدل و انصاف کی کمی کی وجہ سے عالمی معاشی بحران بھی پیدا ہو گیا ہے اور گزشتہ چند سالوں میں امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا چلا جا رہا ہے۔مَیں تو کہتا ہوں کہ ترقی یافتہ اور امیر قوموں نے بے شک غریب ممالک میں سرمایہ کاری کی ہے لیکن انہوں نے ان ملکوں کی ترقی کے نام پر ذاتی مفادات کو ترجیح دی ہے۔ترقی یافتہ ممالک کو چاہئے تھا کہ وہ لالچ اور غریب ممالک کے حقوق کے استحصال کی بجائے ان کے حقوق کی حفاظت کرتے اور ان کی ترقی کے لئے کوشش کرتے۔ انہیں غریب ممالک کے لوگوں کی خلوصِ دل کے ساتھ مدد کرنی چاہئے تھی تا کہ وہ عزت اور وقار کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے۔لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کی آیت 132 میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم دوسروں کے مال و متاع کی طرف اپنی لالچ سے بھری ہوئی نظروں سے نہ دیکھو۔اگر ساری دنیا صرف اسی ایک اصول پر کاربند ہو جاتی تو دنیا کا معاشی نظام عدل و انصاف پر قائم ہو جاتا۔منافع مساوی طور پر تقسیم ہوتا اور یہ قومیں بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت کا معاوضہ حاصل کرنے والی بن جاتیں اور ہم دیکھتے کہ حریص بن کر ہر قیمت پر دولت اور طاقت حاصل کرنے کی بجائے عالمی تجارت کے پیچھے انسانی حقوق ادا کرنے کی لگن ہوتی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس بے انصافی کی ایک مثال ہمیں دنیا کی سیاست میں بھی ملتی ہے۔بعض ملکوں میں تو آمریت اور غیر منصفانہ حکومتیں قائم ہیں۔لیکن بڑی طاقتیں ان کے ظلم و بربریت سے بالکل لاتعلق بنی ہوئی ہیں کیونکہ یہ حکومتیں ان کا ساتھ دے رہی ہیں اور ان کے مفادات حاصل کرنے میں ان کی مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔لیکن دوسری طرف ایسے ممالک جن کے لیڈرز ان بڑی طاقتوں کے سامنے سر نہیں جھکاتے تو وہاں باغیوں کی بڑی خوشی سے مدد کی جاتی ہے یہاں تک کہ ان حکومتوں کی تبدیلی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔سچ تو یہ ہے کہ یہ ساری حکومتیں اپنے لوگوں کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک کر رہی ہیں۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں سے بعض حکومتیں بڑی طاقتوں کے ساتھ تعاون کر رہی ہیں جبکہ بعض نہیں کر رہیں۔مؤخر الذکر میں عراق اور لیبیا آتے ہیں جن کی حکومتیں مغربی پالیسی کے نتیجہ میں ختم کر دی گئیں۔اسی طرح گزشتہ چند سالوں میں سیریا میں بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
وقت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کینیڈا کا عراق کی جنگ میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ درست تھا اور میں کینیڈا کی حکومت کے اس فیصلہ سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک اس تنازعہ کے خاص حالات اور اس کو حل کرنے کے لئے ذرائع واضح نہیں ہو جاتے اس وقت تک سیریا میں فضائی حملوں کو بند کر دینا چاہئے۔ بڑے پیمانہ پر اقوامِ متحدہ کو بھی سیاست، ناانصافی اور یکطرفہ جانبداری سے لاتعلق ہو کر دنیا میں امن کے قیام کے لئے کردار ادا کرنا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے امید ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اقوامِ متحدہ اور دنیا کی دوسری قوموں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے تا کہ حقیقی اور دیرپا امن کا قیام ہو سکے۔اس کے علاوہ تو کوئی راستہ نہیں ہے۔کیونکہ اگر یہی حالات جاری رہے تو دنیا تو پہلے ہی ایک جنگِ عظیم کی صورت میں ہونے والی بڑی تباہی کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔

اللہ تعالیٰ اس دنیا کے حکمرانوں اور پالیسی سازوں کو حکمت عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کے لئے اپنے پیچھے ایک ایسی دنیا چھوڑ کر جائیں جو امن اور خوشحالی کی دنیا ہو، نہ کہ تباہ شدہ اقتصادی نظام اور معذور بچے۔

آخر پر مَیں ایک مرتبہ پھر یہاں دعوت دینے پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔